ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

رزمِ حق و باطل

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں یمامہ کے میدان میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں لڑی جانے والی پہلی جنگ میں پیش آنے والے ایمان افروز اور روح پرور حالات و واقعات کا دلنشیں تذکرہ جنہیں پڑھنے کے بعد آپ کے ایمان و ایقان کو ایک نئی جلا ملے گی۔

محمد متین خالد

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

رزمِ حق وباطل

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں یمامہ کے میدان میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں لڑی جانے والی پہلی جنگ میں پیش آنے والے ایمان افروز اور روح پرور حالات وواقعات کا دلنشیں تذکرہ جنہیں پڑھنے کے بعد آپ کے ایمان و ایقان کو ایک نئی جلا ملے گی۔

محمد متین خالد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ریلوے روڈ نزد تحصیل موڑ ننکانہ صاحب
0300-6669680, 0300-4839384

نوٹ: ٹائٹل پر سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی تلوار کی تصویر ہے جو توپ کاپی میوزیم (Topkapi Palace Museum) استنبول (ترکی) میں موجود ہے۔ دوسری سب سے اہم چیز جس کی زیارت میری برسوں کی خواہش تھی، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے نام انتباہی مکتوب ہے جو بڑی حفاظت اور اہتمام سے وہاں اصل حالت میں موجود ہے۔ اس پر مہر نبوت بھی ثبت ہے۔ میں نے اس خط کو ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے چوما اور غیر معمولی نئی ایمانی حرارت حاصل کی۔ آیئے! اس خط اور تلوار کی زیارت کیجیے۔ (یاد رہے کہ یہاں تصویر کشی سختی سے منع ہے۔ میں نے سیکورٹی آفیسر کو خاموشی سے آنسوؤں کی زبانی التجا کی تھی جو اُس نے بصد خوشی منظور کر لی اور جلدی سے چند تصویروں کی اجازت دے دی)۔

انتساب!

ہمت او کشت ملت را چو ابر ...... ثانی اسلام و غار و بدر و قبر
ثانی اثنین اذھما فی الغار ...... شہر یار دیار عشق شمار
تحفظ ختم نبوت کے پہلے جرنیل، اسلامی غیرت وحمیت کے پیکر،

خلیفہ اوّل سیدنا

حضرت ابوبکر صدیقؓ

کے نام

جنہوں نے فتنہ منکرین ختم نبوت کی بیخ کنی کے سلسلہ میں یمامہ کے میدان میں ایمان وعزیمت اور شجاعت و بہادری کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔

شیر خداؓ نے اس کو کہا اشجع الناس
کیا اس سے بڑھ کر اس کی شجاعت کی ہو سند
ترویج دین پاک میں وہ سبقت لے گیا
یکجا تھے اس میں نور یقیں، جوہر خرد
حکمت سے ارتداد کا فتنہ کیا فرو
ہر کذب اس کے نور یقیں سے ہے مسترد
ملت پھر اضطراب مسلسل میں ہے اسیر
یارب! بحق حضرت صدیقؓ، المدد

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ مرتد، زندیق اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ''عقیدۂ ختمِ نبوت'' کہلاتا ہے۔ ختمِ نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار ہمیشہ تاویلات اور جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام میں تبدیلی وتحریف کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ منکرینِ ختم نبوت اپنی شپرہ چشمی کو آفتاب، کج فہمی کو دلیل، بکائین کو انگور، زہر کو امرت، ظلمت کو اُجالا اور پیتل کو زرِ خالص تسلیم کروانے پر مُصر رہے مگر امت مسلمہ نے دین اسلام میں ذراسی بھی تبدیلی، تحریف یا کمی بیشی کو گوارا نہ کیا بلکہ ہر قسم کے مشکل اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دل و جان سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اور منکرینِ ختم نبوت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ منکرین ختم نبوت ٹانک وائن کی بدمستی میں ختم نبوت کا چراغ پھونکوں سے بجھانے کی ناپاک سازشیں کرتے رہے مگر نورِ ایمان کے حامل مجاہدینِ ختم نبوت نے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کے خلاف ناقابل فراموش سرفروشی اور جانثاری کے ایسے ایمان پرور مناظر پیش کیے جس سے نہ صرف حق کا سربلند ہوا بلکہ منکرین ختم نبوت کو ان کے مکروہ عزائم سمیت ملیا میٹ کر دیا۔

جھوٹے مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب سرفہرست ہے۔اس کا اصل نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر (المعروف مسیلمہ کذاب) تھا۔وہ نجد کے علاقہ یمامہ میں پیدا ہوا۔نجد کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ رونما ہوگا۔ (بخاری: 1037، مسلم:2905) مسیلمہ طویل العمر شخص تھا۔جاہلیت میں رحمان الیمامہ کے لقب سے مشہور تھا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شخص ابتدا ہی سے ریاست وحکومت کا حریص تھا۔مسیلمہ کا قد ٹھگنا، چہرہ نہایت زرد اور ناک چپٹی تھی۔ یہ انتہائی بدشکل اور کریہہ صورت تھا، بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ انتہائی بدکردار اور بدسیرت بھی تھا۔

یمامہ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض سے شمال مغرب میں 30 کلومیٹر دور واقع ہے جہاں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ لڑی گئی۔اس کا شمار سعودیہ کے بہترین قصبات میں ہوتا ہے۔اسے آج کل جبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عینیہ کے نزدیک نجد کے علاقہ وادی حنیفہ میں واقع ہے۔ بطاح،عقربا اور جبیلہ یمامہ کے چھوٹے چھوٹے علاقے تھے جو آج بھی یہاں موجود ہیں۔ دونوں فوجوں کے لشکر یہاں اپنی اپنی حکمت عملی تیار کرتے رہے۔جبیلہ میں وادی حنیفہ کے جنوبی کنارے پر واقع شہدائے یمامہ کا قدیم قبرستان بھی ہے جو اس میدان میں ایک چار دیواری کے اندر ہے جبکہ شمالی کنارے پر اس وادی اور تنگ گھاٹی کے درمیان چھوٹا ٹیلہ ہے جہاں مرتدین کی لاشیں ٹھکانے لگیں۔ موجودہ دور میں یمامہ کو سولر سسٹم (شمسی توانائی) کی مملکت کہا جاتا ہے۔ یہاں پر کنگ عبدالعزیز ملٹری کالج بھی ہے۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہو کر سارا عرب، اسلام کے زیر نگیں آ گیا تو 9 یا 10 ہجری میں یمامہ کے وفد میں مسیلمہ کذاب بھی مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کرلیا۔تاہم یہ شخص وفد کے سامان کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ اس کا تذکرہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا۔حضور اکرم ﷺ نے وفد کا جو اکرام کیا، اس میں مسیلمہ کا حصہ بھی رکھا۔ جب یہ وفد واپس یمامہ پہنچا تو مسیلمہ کذاب اپنے قبیلے میں پہنچتے ہی مرتد ہو گیا، نبوت کا دعویٰ کر دیا اور پھر زندیق بن کر حضور اکرم ﷺ

کو (نعوذ باللہ) اس طرح خط لکھا۔

❑ **من مسیلمة رسول اللّٰہ الی محمد رسول اللّٰہ سلام علیک. امابعد. فانی قد اشرکت فی الامر معک وان لنا نصف الارض و لقریش نصف الارض ولکن قریشا قوم یعتدون**

ترجمہ: مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام یہ خط ہے۔ سلام ہو! امابعد: (آپ جان لیں کہ) مجھے نبوت میں آپ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہے۔ اب آدھی زمین ہماری ہوگی اور آدھی قریش کی ہوگی۔ لیکن قریش ظالم قوم ہے۔

اس کے جواب میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنے خط میں لکھا:

❑ **من محمد رسول اللّٰہ الٰی مسیلمة الکذاب، السلام علی من اتبع الھدی: امابعد: فان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہٖ والعاقبة للمتقین**

ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے جھوٹے مسیلمہ کے نام یہ خط ہے، ہدایت قبول کرنے والے پر سلام ہو! امابعد: زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا، زمین کا وارث بنائے گا اور نیک انجام نیکوکاروں کا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ چونکہ سراپا شفقت و رحمت تھے۔ آپ ﷺ نے مسیلمہ کو عذابِ آخرت سے ڈرایا اور دعوتِ حق دی مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ درحقیقت جس بات نے مسیلمہ کی طاقت میں غیر معمولی اضافہ کیا، وہ رجال بن عنفوہ (نہار الرجال) کا اس سے مل جانا تھا۔ یہ شخص اسی علاقے کا رہنے والا تھا اور ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا تھا۔ اس نے قرآن مجید پڑھا اور دین کی تعلیم حاصل کی، چونکہ بڑا ذہین تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اسے اہل یمامہ کو دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور لوگوں کو مسیلمہ کی متابعت سے روکنے کے لیے بطورِ معلم خود روانہ کیا تھا، لیکن وہ مسیلمہ سے بھی زیادہ فتنہ پرور نکلا۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ مسیلمہ کی اطاعت قبول کرتے جا رہے ہیں تو وہ لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو سرخرو کرنے کے لیے ان سے مل گیا اور مسیلمہ کی چرب زبانی اور لالچ دلانے پر مرتد ہو گیا اور ایک سازش کے تحت رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ جھوٹا قول بھی منسوب کر دیا کہ مسیلمہ کو ان کے ساتھ نبوت میں

شریک کیا گیا ہے۔ اہل یمامہ کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے تھا کہ نہار الرجال مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا ہے، لہٰذا لوگ جوق در جوق مسیلمہ کے پاس آنے لگے اور رسول کی حیثیت سے اس کی بیعت کرنے لگے۔ مسیلمہ نے یمامہ میں حرم بھی قائم کرلیا اور چند دنوں میں اس کی قوت میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ مسیلمہ نے نہار الرجال کو اپنا خاص معتمد بنالیا اور اس کے مشورے سے نئی نبوت کے کام انجام دینے لگا۔

علامہ بلاذری لکھتے ہیں: ایک شخص جس کا نام حجیر تھا، اس کے لیے اذان دیتا تو کہتا تھا: **اشهدان مسيلمه يزعم انه رسول الله** (میں گواہی دیتا ہوں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہونے کا دعویدار ہے) البتہ تاریخ طبری (جلد 3، صفحہ 244) میں مذکور ہے کہ مسیلمہ کے ہاں نبی اکرم ﷺ کے لیے اذان کہی جاتی تھی اور اذان میں برابر **اشهدان محمد رسول الله** کی گواہی دی جاتی تھی۔ مسیلمہ کا موذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اقامت حجیر بن عمیر کہتا تھا۔ جب مسیلمہ کے ایلچی جن میں یہ عبداللہ بن نواحہ بھی موجود تھا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

ماتقولان انتما: مسیلمہ کے دعویٰ نبوت کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

ایلچی: **نقول كما قال:** جو مسیلمہ کہتا ہے، ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضور ﷺ: اگر ایلچیوں کا قتل کرنا خلافِ اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔

بعد ازاں بہت عرصہ بعد حارثہ بن مضرب، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئے اور انھیں بتایا کہ میں ایک مسجد سے گزرا تو کیا دیکھا کہ وہاں مسیلمہ کذاب کے چند ساتھی موجود ہیں جو اب بھی اُسے نبی مانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سن کر ان لوگوں کو بلا بھیجا اور ان سے توبہ کرنے کو کہا: اچانک آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں میں عبداللہ بن نواحہ بھی موجود ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کردیتا۔ لہٰذا آج تُو ایلچی نہیں ہے، تُو جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کا پیروکار ہے۔ تیری کوئی توبہ قبول نہیں۔ لہٰذا آپ نے قرظہ بن کعبؓ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن نواحہ کی گردن اُڑا دے تاکہ روح محمدی ﷺ کو تسکین پہنچے۔ چنانچہ قرظہ بن کعبؓ نے عبداللہ بن نواحہ کو قتل کردیا۔ (سنن ابی داؤد شریف)

حضرت عبداللہ بن وہب الاسلمیؓ معروف صحابی رسول ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے وقت عمان میں تھے، خبر سن کر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ راستے میں مسیلمہ کذاب نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اس نے آپ کے سامنے اپنی نبوت پیش کی تو آپ نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے اس جرم (ختم نبوت پر ثابت قدمی) میں ان کو جیل میں ڈال دیا۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا تو حضرت عبداللہ بن وہب الاسلمیؓ جیل سے نکل کر حضرت خالدؓ کے لشکر کے اس حصے میں جا کر شامل جہاد ہوئے جو حضرت اُسامہ بن زیدؓ کی کمان میں جنگ کر رہا تھا۔ اس لحاظ سے حضرت عبداللہ بن وہبؓ کو ختم نبوت کی خاطر سب سے پہلے گرفتار ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ (طبقات ابنِ سعد حصہ چہارم ص 446 اُردو)

حضرت حبیب بن زیدؓ اور آپ کے والد زید بن عاصمؓ ان 70 بابرکت آدمیوں میں شامل تھے، جنھیں بیعت عقبہ ثانیہ کا شرف واعزاز حاصل ہے۔ آپ کی والدہ حضرت نسیبہ بنت کعبؓ (ام عمارہؓ) ان دوخوش نصیب خواتین میں سے تھیں جنہوں نے بیعت عقبہ میں شرکت کی اور مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ دوسری خاتون حضرت اسماء بنت عمرہؓ تھیں۔ حضرت حبیبؓ نسلی مسلمان تھے اور ایمان آپؓ کے رگ و پے میں اترا ہوا تھا۔ آپ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد جوار رسول ﷺ میں اس طرح زندگی گزاری کہ کسی غزوہ میں شرکت اور کسی فرض کی ادائیگی سے کبھی پیچھے نہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس صورت حال میں مسیلمہ کی طرف ایک خط بھیجنے کا فیصلہ کیا جس میں آپ ﷺ اس کو اس کی حماقتوں سے منع کرنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے رسول اللہ ﷺ کی نگاہ انتخاب حضرت حبیب بن زیدؓ پر پڑی کہ آپؓ یہ مکتوب مسیلمہ تک پہنچائیں۔ حضرت حبیبؓ نے تیز قدمی سے سفر شروع کر دیا تاکہ اس مہم کو بخوشی سر کریں جو رسول اللہ ﷺ نے اس نیت سے ان کو سونپی تھی کہ مسیلمہ کا دل حق کی طرف راہنمائی پالے۔

حضرت حبیب بن زیدؓ نے مطلوبہ مقام پر پہنچ کر خط مسیلمہ کے حوالے کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے خط کھولا تو خط کے نور وضیا نے اس کی آنکھیں اندھی کر دیں اور وہ

غرور و ضلالت میں مزید بڑھ گیا۔ ادھر دین عظیم یعنی اسلام کے معیارات اور پیمانوں نے چاہا کہ عظمت و شوکت کے وہ دروس جو اس نے مکمل طور پر انسانیت کے سامنے پیش کر دیے ہیں، ان کے اندر ایک نیا درس شامل کر دے جس کا موضوع اور استاد اس بار حضرت حبیب بن زیدؓ ہوں۔

مسیلمہ ایک شعبدہ باز سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ وہ جگہ جگہ شعبدہ بازی کرنے والوں کی تمام تر عادات و خصائل اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس طرح اس کے اندر کوئی مروت تھی نہ عرب نسلیت اور نہ کوئی آدمیت جو اس کو اس پیغام رساں کے قتل سے باز رکھتی جس کا عرب بڑا احترام کرتے اور مقدس جانتے تھے۔

مسیلمہ کذاب نے اپنی قوم کو ایک روز اکٹھے ہونے کا کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پیغام رساں حضرت حبیب بن زیدؓ کو لایا گیا جن کے اوپر اس تشدد سے تعذیب کے آثار دکھائی دے رہے تھے جو مجرموں نے ان کے اوپر توڑے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح وہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کی روح شجاعت کو سلب کر لیں گے اور آپؓ لوگوں کے سامنے آئیں گے تو مطیع ہو چکے ہوں گے اور جب مسیلمہ پر ایمان لانے کے لیے کہا جائے گا تو فوراً ایمان لے آئیں گے۔ مسیلمہ کذاب اس طریقے سے اپنے ذہن میں تیار کیا ہوا معجزہ اپنے فریب خوردہ پیروکاروں کے سامنے دکھانا چاہتا تھا۔ مسیلمہ نے حضرت حبیبؓ سے پوچھا: کیا تم یہ شہادت دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب دیا۔ ہاں! میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں! حضرت حبیبؓ کے منہ سے یہ کلمات نکلے تو رسوائی اور ناکامی کی زردی نے مسیلمہ کا چہرہ زرد کر دیا اور اس نے پھر سوال کیا: کیا تم یہ شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے مضحکہ خیز انداز میں بڑا ایمان افروز جواب دیا:

انا اصم لا اسمع، میں بہرہ ہوں۔ میرے کان تمہاری بات سننے سے انکاری ہیں۔

اس جملے کے بعد کذاب کے چہرے کی زردی جل کر راکھ ہو جانے والے کوئلے کی سیاہی میں بدل گئی۔ اس کی منصوبہ بندی ناکام ہوگئی اور اس کے تشدد نے بھی کوئی کام نہ دکھایا۔ اسے ان لوگوں کے سامنے جن کو وہ اپنا معجزہ دکھانا چاہتا تھا، ایسا زور

دار طمانچہ پڑا کہ اس کی جعلی ہیبت ہوا ہوگئی۔ وہ ذبح شدہ سانڈ کی طرح پھنکارا اور اپنے اس جلاد کو آواز دی جو اپنی تلوار کے دانتوں سے حضرت حبیبؓ کے جسم کی بوٹی بوٹی کر ڈالنے والا تھا۔اس نے چیخ کر جلاد سے کہا: تلوار مار کر اس کے بدن کا ایک ٹکڑا اڑا دو۔ جلاد نے تلوار ماری اور حضرت حبیبؓ کا بازو بدن سے کٹ کر زمین پر جا گرا۔

مسیلمہ نے پھر مخاطب ہو کر حضرت حبیبؓ سے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیب نے جواب دیا: ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ مسیلمہ نے کہا: اور یہ بھی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بولے: میں نے تم سے کہا ہے کہ میرے کان وہ بات سننے سے قاصر ہیں جو تم کہتے ہو۔ مسیلمہ نے جواب سنا تو جلاد کو حکم دیا کہ اس کے جسم کا دوسرا بازو بھی اڑا دو۔ جلاد نے فوراً تلوار ماری اور حضرت حبیبؓ کا دوسرا بازو بھی اڑا کر رکھ دیا۔ لوگ آپ پر نظریں گاڑے حیرت و تعجب سے دیکھے جا رہے تھے کہ کس قدر عزیمت و استقامت ہے۔

مسیلمہ مسلسل اسی طرح سوال کرتا رہا اور جلاد آپؓ کے بدن کی بوٹیاں اڑاتا رہا اور آپؓ بھی دیوانہ وار یہی جواب دیتے رہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس مسلسل عمل سے آپؓ کے بدن کا آدھا حصہ کٹ کر ٹکڑوں کی صورت میں زمین پر بکھرا ہوا تھا اور آدھا دھڑ باقی رہ گیا تھا۔ بالآخر آپؓ کی پاکیزہ و عظیم روح پرواز کر گئی مگر زبان پر ختم نبوت زندہ باد کا ورد جاری تھا۔ (اللہ اکبر)

اگر حضرت حبیب رضی اللہ عنہ جان بچانے کی خاطر دل سے ایمان پر قائم رہتے ہوئے مسیلمہ کذاب کی ہم نوائی کر لیتے تو ان کے ایمان میں کوئی نقص واقع نہ ہوتا اور نہ ان کے اسلام کو کوئی نقصان پہنچتا مگر یہ شخص جو اپنے والد، والدہ، بھائی اور خالہ کے ہمراہ بیعت عقبہ میں حاضر ہوا تھا اور جس نے ان مبارک اور فیصلہ کن لمحات سے ہی اپنی بیعت اور بے نقص ایمان کامل کی ذمہ داری اٹھا رکھی تھی، اس کے نزدیک یہ جائز نہیں تھا کہ وہ اپنی زندگی اور آغاز اسلام کے درمیان ایک لمحے کا بھی موازنہ کرتا اور زندگی کو اہم سمجھ کر اس کو بچانے کی راہ اختیار کرتا۔ لہٰذا ان کے پیش نظر یہ بات نہیں تھی کہ وہ اس واحد

موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زندگی کو بچا لیتے جس موقع پر ان کے ایمان کی تمام داستان، ثبات وعظمت، قربانی و ایثار اور راہ حق و ہدایت میں جان قربان کر کے مرتبہ شہادت پا لینے کے ایسے نمونے میں ڈھل گئی کہ قریب تھا کہ وہ اپنی حلاوت و دلکشی میں ہر کامیابی اور فتح ونصرت سے آگے نکل جاتی۔

ادھر اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے معزز پیغام رساں کی شہادت کا علم ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کے فیصلے پر صبر کیا کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نور بصیرت کی روشنی میں مسیلمہ کذاب کا انجام دیکھ رہے تھے۔

ادھر حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت نسیبہ بنت کعبؓ نے لمبے عرصے تک اپنے دانتوں کو بھینچے رکھا۔ پھر یہ قسم کھاتے ہوئے دانتوں کو کھولا کہ وہ خود مسیلمہ سے اپنے بیٹے کا انتقام لیں گی اور اس ناپاک کے جسم میں اپنا نیزہ اور تلوار گھسا کر رہیں گی۔ قدرت جو اس وقت ان کے صدمے، صبر اور تکلیف کو دیکھ رہی تھی، نہ معلوم اسے ان کی یہ ادا کس قدر پسند آئی کہ اس نے اس وقت یہ فیصلہ کرلیا کہ وہ اس خاتون کے ساتھ رہے گی، یہاں تک کہ وہ اپنی قسم پوری کر لے۔

مسیلمہ کذاب کی ترقی کا راز دراصل قومی عصبیت اور قبائلی خودمختاری کا جذبہ تھا، وگرنہ جہاں تک اس کے معجزات دکھانے کا تعلق ہے، نہ لوگوں نے اس کا کوئی معجزہ دیکھ کر اسے قبول کیا اور نہ اس کی خودساختہ وحی سے متاثر ہوکر اس پر ایمان لائے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس قومی عصبیت کی نشاندہی کے لیے کافی ہے۔

ایک رئیس طلحہ نمری یمامہ آیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا: مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا، تم اس کا نام اس قدر بے ادبی سے لیتے ہو، حالانکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو اس کو اس وقت تک رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جب تک اس سے مل نہ لوں۔ تم مجھ کو اس کے پاس لے چلو۔ مسیلمہ کے پاس پہنچ کر طلحہ نمری نے پوچھا: تمھارے پاس کون آتا ہے؟ رحمان۔ مسیلمہ نے جواب دیا۔ روشنی میں یا اندھیرے میں؟ اندھیرے میں۔ اس پر طلحہ بولا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد ﷺ سچے ہیں، لیکن اپنا کذاب ہمیں دوسروں کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔ چنانچہ اس بدبخت

نے مسیلمہ کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے ہمراہ جنگ یمامہ میں لڑتا ہوا جہنم واصل ہو گیا۔

لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے منہ کا پانی خشک کنوئیں میں پھینکا تھا تو وہ پانی سے بھر گیا تھا۔ مسیلمہ نے پانی منگا کر ایسا ہی کیا تو جتنا پانی کنوئیں میں تھا، وہ بھی خشک ہو گیا اور ایک کنوئیں میں یہ عمل کیا تو اس کا پانی کھارا ہو گیا۔ ایک دفعہ اپنے وضو کا بچا ہوا پانی کھجور کے تنے میں پھینک دیا تو کھجور کا تنا خشک ہو گیا۔ ایک دفعہ چند بچوں کو برکت کے لیے ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے لیے لایا گیا۔ مسیلمہ نے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا تو بعض بچے سر کے بالوں سے محروم ہو گئے اور بعض بچوں کی قوتِ گویائی سلب ہو گئی۔ ایک دفعہ اس کذاب نے ایک شخص کو بلایا جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ کذاب نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ شخص اندھا ہو گیا۔

محترم قارئین! یہ مشتے نمونہ از خروارے، میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس شخص کے باقی خرافات نقل کرنے سے قاصر ہوں۔ اگر آپ جھوٹی مدعیہ نبوت سجاح بنت حارث کے ساتھ اس کی رنگ رلیاں اور جھوٹی وحیاں پڑھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ کیا یہ شخص ایک سنجیدہ انسان بھی تھا؟ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ نے جب مسیلمہ کے یہ قبائح اور خرافات سنے تو فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ کلام تو رب کا نہیں، بلکہ کسی عقل مند انسان کا بھی نہیں۔ اسی لیے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان خناسوں کے دماغ سے شیطان کو باہر نکالا اور جہاد کر کے سب کو ٹھکانے لگا دیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا صدیق اکبرؓ نے جلسے منعقد کیے یا جلوس نکالے یا وفد بھیج کر منتیں کیں یا بحث مباحثے کیے؟ نہیں بھائی! بس ایک نسخۂ جہاد ان جیسے دجالوں کا علاج تھا، اس کو استعمال کیا تو زمین ان کی نجاست سے پاک ہو گئی۔ کیا آج کل اس سے بڑھ کر ارتداد اور جھوٹی نبوتوں کی قباحتیں موجود نہیں؟ کیا کھلم کھلا اسلام کے خلاف بغاوتیں نہیں؟ اگر ہیں تو اس کا ایک اسلامی مملکت میں علاج بھی وہی ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ نے تجویز کیا تھا اور جو شریعت مقدسہ نے ان کے لیے وضع کیا تھا۔

یاد رہے کہ جھوٹی مدعیہ نبوت سجاح بنتِ حارث نامی عورت بنو تمیم کے قبیلہ یربوع سے تعلق رکھتی تھی لیکن یہ خود عراق میں رہتی تھی۔ یہ مالک بن نویرہ کے خاندان کی نہایت بااثر خاتون سمجھی جاتی تھی اور ایک قسم کی سرداری اس کے ہاتھ میں تھی۔ یہ عورت

مسلمان نہیں ہوئی تھی، بلکہ بنو تغلب کے عیسائیوں سے اس کا مذہبی رشتہ تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہوا اور جزیرۂ عرب میں ارتداد کے فتنے اٹھے اور جھوٹے نبیوں نے سر اٹھایا تو اس عورت نے بھی موقع کو غنیمت سمجھا اور نبوت کا دعویٰ کر کے قبیلہ بنو تمیم کے پاس آ گئی۔ اس کے آنے سے بنو تمیم کے لوگ بھڑک اٹھے اور کھل کر بغاوت شروع کر دی۔ اس عورت کا اصل ہدف تو حضرت صدیق اکبرؓ کو خلافت سے ہٹانا اور مدینہ پر قبضہ کرنا تھا۔ عراق سے ایک بڑا لشکر بھی اس مقصد کے لیے ساتھ لے کر آئی تھی لیکن اس نے یہ خیال کیا کہ بنو تمیم میں بھی اضطراب ہے، تو پہلے وہاں جا کر قوت کو مجتمع کیا جائے، پھر کارروائی کامیاب رہے گی۔ چنانچہ یہ اپنے لشکر کے ساتھ بطاح پہنچ گئی۔ اب اس عورت نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے آنے سے پہلے پہلے علاقہ بطاح اور بنو تمیم میں جو مسلمان تھے، ان پر حملہ بول دیا اور وہاں مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ مالک بن نویرہ، وکیع اور سجاح نے آپس میں مکمل فوجی معاہدہ کیا اور پھر بنو رباب پر حملہ کر دیا۔ وہاں کے مسلمانوں نے، جو زیادہ تر بنو رباب کے تھے، خوب مقابلہ کیا اور برابر کی جنگ لڑی اور طرفین سے بڑے لوگ مارے گئے۔ صورت حال خانہ جنگی کی سی تھی۔ مسلمان اگرچہ تھوڑے تھے لیکن انھوں نے خوب مقابلہ کیا۔ جب فریقین بہت زیادہ خون خرابے کے بعد تھک گئے تو صلح کی بات شروع ہو گئی۔ سجاح نے صلح میں پہل کی اور صلح کے بعد قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ ان نتائج کو دیکھ کر بنو تمیم کا سردار مالک بن نویرہ پشیمان ہوا، لیکن اب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اس کے بعد سجاح نے نباج میں جا کر ایک سخت جنگ کی۔ دونوں طرف سے جانی نقصانات ہوئے لیکن سجاح کو وہاں بھی غلبہ حاصل نہ ہو سکا اور بنو تمیم نے اس کا مقابلہ کیا تو یہ پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلی اور سیدھا یمامہ کا رخ کیا تاکہ وہاں مسیلمہ کذاب سے اس کی زمین چھین لے اور اپنا اقتدار وہاں قائم کر لے۔ سجاح کے کمانڈروں نے اس سے کہا کہ بنو تمیم میں ہمیں ناکامی ہوئی، نباج میں بھی کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی، اب یمامہ میں مسیلمہ کذاب اپنی فوج کے جنگ آزمودہ لوگوں کو کمانڈ کر رہا ہے۔ وہاں آپ کو بالکل جانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ سخت ہزیمت اٹھانی پڑے گی۔

جھوٹی سجاح نے ایک مسجع کلام پڑھ کر سنایا اور کہا کہ یہ وحی آئی ہے، اس لیے

مجھے وہاں ضرور جانا ہے۔ جھوٹی عورت کی جھوٹی وحی یہ تھی۔ **علیکم بالیمامة و دفو دفیف الحمامة فانھا غزوة صرامة لا یلحقکم بعدھا ملامة.** یعنی تم یمامہ پر چڑھائی کرلو اور کبوتر کی طرح تیز تیز چلو، کیونکہ یہ ایک فیصلہ کن جنگ ہے۔ لوگ یہ سن کر متاثر ہوئے اور سب نے مسیلمہ کذاب پر چڑھائی کا ارادہ کرلیا اور سجاح کی فوجیں حرکت میں آ گئیں۔ ادھر مسیلمہ کذاب کو پتہ چلا کہ سجاح کی فوجیں اس کی طرف بڑھ رہی ہیں، تو وہ سخت گھبرا گیا کیونکہ وہ پہلے سے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ، ثمامہ بن اثالؓ اور حضرت عکرمہؓ کی مزاحمت میں مشغول تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر سجاح نے حملہ کر دیا تو چاروں طرف سے میں جنگ میں گھر جاؤں گا۔ وہ ایک مکار شخص تھا، اس لیے اس نے فوراً سجاح کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ بڑے تحفے تحائف بھیجے اور یہ پیغام بھیجا کہ مجھے امن دو، میں امن بھری ملاقات چاہتا ہوں۔ سجاح نے کہا کہ میں نے امن دے دیا۔ اب مسیلمہ کذاب اپنے چالیس بااثر اشخاص کے ساتھ وفد کی شکل میں سجاح سے ملاقات کے لیے چلا گیا۔ جب دونوں کی ملاقات ہوگئی تو ہر ایک نے اپنا اپنا مسجع کلام پیش کیا، جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو اُلّو بناتے تھے۔

تین دن تک سجاح اور مسیلمہ اکٹھے تنہائی میں رہے اور رنگ رلیاں مناتے رہے۔ جب سجاح واپس اپنی مجلس مشاورت میں آئی تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ کیا ہوا؟ سجاح نے کہا کہ میں نے اس کو حق پر پایا تو اس کے اتباع کا فیصلہ کرلیا اور اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔ سجاح کے ساتھیوں نے کہا کہ مہر کیا مقرر کیا ہے؟ سجاح نے کہا، مہر تو نہیں رکھا۔ ساتھیوں نے کہا کہ یہ تو بڑی بدنامی کی بات ہے کہ بغیر مہر کے نکاح ہو جائے۔ جاؤ اور مہر مقرر کرو۔ چنانچہ سجاح پھر آئی تو مسیلمہ نے قلعہ کا دروازہ بند کر کے اس سے پوچھا کہ دوبارہ کیوں آئی ہو؟ اس نے کہا کہ میرا حق مہر مقرر کردو۔ مسیلمہ نے کہا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ محمد ﷺ کی مقرر کردہ پانچ نمازوں میں سے عشاء اور فجر کی دو نمازیں مسیلمہ رسول اللہ نے موقوف کر دی ہیں، اب صرف تین نمازیں ہیں۔ چنانچہ بنی تمیم یہ دو نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد سجاح کو پتہ چلا کہ سیف اللہ حضرت خالدؓ بن ولید یمامہ کی طرف

رخ کرنے والے ہیں، تو یہ مکار عورت گھبرا کے یمامہ سے پھر واپس عراق کی طرف چلی گئی۔ لیکن مسیلمہ کذاب پر یہ ٹیکس لگا دیا کہ یمامہ کا نصف غلہ مجھے عراق بھیج دیا کرے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن لشکر اسلام نے کچھ عرصہ بعد اس گٹھ جوڑ کو توڑ دیا۔

منکرین ختم نبوت کے خلاف یمامہ میں لشکر اسلام بھجوانے سے پہلے خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ خطبہ دے رہے تھے: ''لوگو! مدینہ میں کوئی مرد نہ رہے، اہل بدر ہوں یا اہل احد، سب یمامہ کا رخ کرو''۔ بھیگتی آنکھوں سے وہ دوبارہ بولے: ''مدینہ میں کوئی نہ رہے حتیٰ کہ جنگل کے درندے آئیں اور ابوبکر کو گھسیٹ کر لے جائیں''۔ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ اگر حضرت علی المرتضیٰؓ، سیدنا صدیق اکبر کو نہ روکتے تو وہ خود تلوار اٹھا کر یمامہ کا رخ کرتے۔ یہ وہی جنگ تھی جس کے متعلق اہل مدینہ کہتے تھے: ''بخدا ہم نے ایسی جنگ نہ کبھی پہلے لڑی نہ کبھی بعد میں لڑی''۔ جنگ یمامہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دین اسلام کے تحفظ و دفاع میں اس سے پہلے جتنے غزوات یا جنگیں ہوئیں، ان میں کل 259 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ لیکن تحفظ ختم نبوت کے لیے صرف اس ایک جنگ میں تقریباً 1200 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان میں تقریباً 700 حفاظ کرام تھے اور 70 بدری صحابہؓ تھے۔ جید مورخین کا کہنا ہے کہ اس جنگ میں صحابہ کرامؓ نے ایسی دلیری اور استقامت کا مظاہرہ کیا جس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔

مدینہ منورہ نوجوان سپاہیوں سے خالی ہو گیا تھا۔ تمام مجاہدین دیگر محاذ پر مختلف فتنوں کے خلاف برسرپیکار تھے۔ مدینۃ الرسول ﷺ میں ایک آواز گونجتی ہے: ہے کوئی جو میرا یہ خط خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک پہنچا دے؟ ایک بچہ جو ابھی مسند بلوغت کی طرف گامزن تھا، حاضر ہوا اور عرض کی: اے خلیفۃ الرسولؓ! میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا، اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور وہ خط جو حضرت خالد بن ولیدؓ تک پہنچانا تھا، لکھنے کے بعد اس سوار کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ بھاگتے ہوئے سرکاری مہر لگائی اور خط اس مجاہد کے حوالے کیا۔ یہاں پر غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے تحفظ ختم نبوت کے کام میں اتنی تاخیر بھی گوارا نہیں کی کہ خط کے اوپر مہر لگانے کے لیے وقت کا ضیاع ہو۔ اس خط میں تحریر تھا کہ ''خالد! میرا یہ خط تمہیں

جونہی ملے، اگر تم لیٹے ہو تو فوراً بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو فوراً کھڑے ہو جاؤ اور اگر کھڑے ہو تو فوراً یمامہ کی طرف کوچ کر جاؤ''۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے فتنہ منکرین ختم نبوت کی بیخ کنی کے لیے سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ کی قیادت میں ایک لشکر یمامہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب شرحبیل بن حسنہؓ کی فوج آ جائے تو پھر مل کر مسیلمہ پر حملہ کرنا، لیکن حضرت عکرمہؓ نے وہاں پہنچتے ہی بغیر انتظار کیے حملہ کر دیا۔ چالیس ہزار کے جنگجو لشکر نے حضرت عکرمہؓ کے خلاف جوابی کارروائی کی اور لشکر اسلام کو جزوی شکست سے دوچار کر دیا۔ حضرت عکرمہؓ اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ گئے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی فوج ابھی یمامہ کے آدھے راستے تک پہنچی تھی کہ سامنے سے لشکر اسلام واپس آتا ہوا نظر آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عکرمہؓ کے لشکر کو شکست ہو گئی ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اس کا پتا چلا تو آپؓ بہت غمگین ہوئے اور حضرت عکرمہؓ پر سخت ناراض بھی ہوئے کہ انہوں نے حملہ کرنے میں جلد بازی سے کام کیوں لیا اور خلیفہ کے حکم کے مطابق شرحبیلؓ کے لشکر کا انتظار کیوں نہ کیا؟ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے حکم جاری کیا کہ حضرت عکرمہؓ کو میں نے قیادت و امارت کے عہدے سے معزول کر دیا ہے، اب حضرت عکرمہؓ صرف ایک عام سپاہی کی حیثیت سے جنگ لڑیں اور یمامہ سے ہٹ کر عمان میں دو جرنیل حضرت عرفجہؓ اور حضرت حذیفہ بن محصنؓ کی مدد کے لیے جائیں اور ان کی کمان میں عمان کے مرتدین کے ساتھ جنگ لڑیں اور جب تک کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام نہ دیں، اس وقت تک میرے سامنے نہ آئیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا جملہ یہ ہے۔ **یا عکرمۃ لا ارینک ولا اسمع بک الا بعد بلاء**۔ یعنی میں آپ کو اس وقت نہ دیکھوں اور نہ آپ کا نام سنوں جب تک آپ باغی کافروں کے خلاف کوئی اہم کارروائی نہ کریں۔ لہٰذا حضرت عکرمہؓ بحیثیت ایک عام سپاہی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے عمان چلے گئے اور حضرت صدیق اکبرؓ نے شرحبیل بن حسنہؓ کو حکم دے دیا کہ آپ یمامہ کے قریب ٹھہریں اور حملہ نہ کریں حتیٰ کہ میرا دوسرا حکم آپ تک پہنچ جائے۔

اُدھر یمامہ میں حضرت ثمامہ بن اثالؓ بھی مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں میدان میں تھے، لیکن یہ فتنہ اتنا بڑھ چکا تھا کہ اس مزاحمت کا خاطر خواہ اثر ظاہر نہیں ہو رہا

تھا۔ حضرت عکرمہؓ کی جزوی شکست کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالدؓ کو مزید فوجی کمک بھیج دی تا کہ وہ بہتر طور پر مسیلمیوں سے نبٹ سکیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ چونکہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور مسلمانوں کے خلیفہ میں جتنی جنگی مہارت اور عسکری تدابیر ہونی چاہئیں، وہ آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے تصریح کی تھی کہ مرتدین کے تمام علاقوں میں سب سے زیادہ خطرناک یمامہ کے لوگ ہیں اور اسی وجہ سے آپ نے حضرت عکرمہؓ کو اس علاقے پر متعین فرمایا تھا جو جنگی جرأت وشجاعت اور دیگر صلاحیتوں میں حضرت خالدؓ کے ہم پلہ تھے۔ تاہم حضرت خالدؓ میں حکمت عملی کا عنصر، صبر وتحمل اور حالات کی تفہیم، حضرت عکرمہؓ کی نسبت کہیں زیادہ تھی اور حضرت عکرمہؓ میں جلد بازی کا جذبہ کچھ غالب تھا، جس کی وجہ سے بعض اوقات حالات دگرگوں ہو جاتے تھے۔ بہرحال حضرت صدیق اکبرؓ نے ان حالات کے پیش نظر حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو بھی یمامہ کی طرف حضرت عکرمہؓ کے پیچھے روانہ کیا تھا اور ایک ساتھ حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اور حضرت خالدؓ سے بھی فرمایا تھا کہ بزاخہ و بطاح سے فارغ ہو کر یمامہ کی طرف پیش قدمی کریں۔
جب یہ نئے حالات سامنے آئے تو صدیق اکبرؓ نے ایک اور لشکر تیار کر کے حضرت خالدؓ کی مدد کے لیے روانہ کیا اور پھر ملعون مسیلمہ کذاب پر چڑھائی کا حکم دیا۔ یہ نئی فوجی کمک جنگجو قبائل عرب اور انصار ومہاجرین پر مشتمل ایک بڑی فوج تھی۔ انصار کے مجاہدین پر حضرت صدیق اکبرؓ نے ثابت بن قیسؓ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور پھر سب کو حضرت خالدؓ کی مدد کے لیے بطاح کی طرف روانہ کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بطاح میں ان نئے مجاہدین کا انتظار کیا۔ مہاجرین پر حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت ابوحذیفہؓ کو امیر بنایا۔ چنانچہ اسلام کے یہ شاہین بطاح میں جمع ہوئے اور اب صرف حضرت خالدؓ کے اشارۂ ابرو کے منتظر تھے تا کہ اس جھوٹے مدعی نبوت اور اس کی قوم پر حملہ آور ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ قریباً آٹھ ہزار جاں نثاروں کو لے کر بطاح سے یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقابلے میں چالیس ہزار نفوس پر مشتمل جنگ آزمودہ لشکر موجود تھا۔ چونکہ پورا علاقہ مرتدین سے بھرا ہوا تھا، اس لیے حضرت خالدؓ انتہائی احتیاط اور تیاری کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آپ اپنے جاسوسی دستوں کو متحرک کر کے حالات کا ہمہ وقتی اندازہ

لگاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ مسیلمہ کذاب بھی تمام حالات سے واقف تھا۔ اس کو حضرت خالدؓ کی تدبیر و جرأت کا بھی علم تھا، اُسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری کا بھی اندازہ تھا، نیز اپنی حماقتوں اور سرکشی سے بھی خوب واقف تھا۔ اس لیے اس نے اپنے لشکروں کو جنگی اہمیت کے مقامات پر متعین کر کے خوب قومی تعصب اور غیرت دلا دلا کر قوم کی رگوں میں عصبیت کی آگ بھر دی۔

مسیلمہ کذاب نے اپنا مرکزی لشکر مقام عقربا میں ٹھہرالیا تھا اور جنگی اعتبار سے چاروں طرف اپنے نوجوانوں کو پھیلا دیا تھا تا کہ ہر اس حادثہ سے آسانی سے نمٹا جا سکے جو ناخوشگوار حالت میں پیش آجائے۔

ادھر لشکر اسلام سیف اللہؓ کی قیادت میں مقام عقربا کی طرف بڑھنے لگا۔ حضرت خالدؓ نے جاسوسی دستہ آگے بھیجا۔ ادھر سے مسیلمہ کا جاسوسی دستہ آگیا جو مجاعۃ بن مرارہ کی قیادت میں تھا۔ کچھ مقابلہ ہوا لیکن مسلمانوں نے ان ساٹھ آدمیوں کو ان کے کمانڈر مجاعۃ سمیت گرفتار کر لیا اور حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ مسیلمہ کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی ہے (معاذ اللہ)۔ حضرت خالدؓ نے بڑی نرمی کی۔ لیکن ان لوگوں نے کہامنا نبی و منکم، ایک ہمارا نبی اور ایک تمہارا نبی، حضرت خالدؓ نے سب کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ جب کمانڈر مجاعہ کی باری آئی تو ایک قیدی نے کہا کہ اے خالد (رضی اللہ عنہ)! اگر کل کا کوئی فائدہ سوچتے ہو تو اس شخص کو مت قتل کرو، یہ قوم کا سردار ہے، یہ تمھارے کام آ سکتا ہے۔ حضرت خالدؓ نے مجاعۃ اور سفارشی قیدی دونوں کو قید میں رکھا اور قتل نہیں کیا اور مجاعہ کو اپنے خیمے میں باندھ لیا اور حکم دیا کہ اس کا خیال رکھا جائے۔ مقام عقربا میں پہنچ کر حضرت خالدؓ نے اپنی فوج کو اس حکمتِ عملی سے ترتیب دیا۔

1- حضرت خالدؓ خود اپنے کمانڈروں کے ساتھ قلبِ لشکر میں تھے۔

2- حضرت شرحبیل بن حسنہؓ ہراول دستہ پر مقرر تھے۔

3- حضرت ابو حذیفہؓ ایک میمنہ پر تھے۔

4- حضرت زیدؓ بن الخطاب ایک میسرہ پر مقرر تھے۔

لشکر اسلام مقام کے اعتبار سے بھی اچھی جگہ پر نہیں تھا اور عسا کر سفر کر کے

انتہائی تھکے ہوئے بھی تھے۔ مسیلمہ کی سپاہ تمام راحتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ جنگی لحاظ سے جگہ بھی موزوں تھی۔ حضرت خالد تو چاہتے تھے کہ مسلمان آرام کریں، لیکن مسیلمہ کے لوگوں نے بغیر مہلت دیے حملہ کر دیا۔ چنانچہ دسمبر 632ء کے تیسرے ہفتے (شوال گیارہ ہجری کے آغاز) کی سردیوں کی ایک صبح کو جنگ شروع ہوگئی۔

مسیلمیوں نے اس قدر زور سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کو دھکیلتے دھکیلتے حضرت خالد بن ولیدؓ اور خواتین کے خیموں تک لے گئے۔ جاںنثار خواتین بھی خیموں کی چوبیں نکال کر ڈٹ گئیں۔ اتنے میں ایک پرجوش آواز گونجتی ہے کہ کہاں ہیں طفیلؓ؟ حضرت طفیلؓ کے بارے میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (مفہوم ہے) میرا طفیل جب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو ہاتھ نیچے آنے سے پہلے اللہ دعا قبول فرما لیتا ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں، طفیل! اللہ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ بلند کر لو۔ حضرت طفیلؓ دعا کرتے ہیں پھر اچانک جنگ کا نقشہ بدلنا شروع ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ از سرِ منظّم ہو کر مسیلمہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور پوری وادی ایک مقتل میں بدل گئی۔ اس نوع کا منظر چشم فلک نے کبھی پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ مسیلمہ کے لوگ بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ انصار و مہاجرین نے شجاعت کے غیر معمولی جوہر دکھائے۔ حضرت ثابت بن قیسؓ جو فصحا اور خطبا صحابہؓ میں سے تھے، انصار کا جھنڈا لیے ہوئے میدان کارزار میں کھڑے تھے۔ ایک مسیلمی نے حضرت ثابت بن قیسؓ کی ٹانگ کاٹ ڈالی تھی۔ لیکن ان کی شجاعت دیکھئے کہ انھوں نے اُس کو وہی ٹانگ اس زور سے ماری کہ وہ جہنم واصل ہو گیا۔ پھر آپ نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں اتر کر جھنڈے کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ حضرت زید بن الخطابؓ نے بھی جنگی جھنڈا لیے کفار پر حملہ کر دیا۔ کفار کو مارتے مارتے آپ آگے نکل گئے، یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی اور اوّلین اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت سالمؓ نے ہاتھ میں لے لیا۔ حضرت سالمؓ آدھی پنڈلی تک زمین کھود کر کھڑے ہو گئے تا کہ جھنڈا گرنے نہ پائے۔ اب مجاہدین نے مرتدین کو پیچھے دھکیلنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ اس کوشش میں متعدد مجاہدین نے جام شہادت

نوش کیا۔ان میں حضرت ثابتؓ، حضرت سالمؓ، یزید بن قیسؓ اور حکم بن سعیدؓ بھی شامل تھے۔

حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں تلواریں ٹکرائیں۔ لوگ زخمی ہوئے، کشتوں کے پشتے لگ گئے، بازو کٹ رہے تھے اور سر اُڑ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عباد بن بشرؓ کی تلوار، درانتی کی طرح ٹیڑھی ہوگئی تھی اور وہ گھٹنے پر رکھ کر اسے سیدھا کر ہی رہے تھے کہ اچانک مسیلمہ کی فوج کا ایک آدمی حملہ آور ہوا اور شمشیر زنی شروع ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ وہی تلوار، حضرت عبادؓ نے اس شخص کے سینے پر اس زور سے ماری کہ میں نے اس کے پھیپھڑے دیکھ لیے اور وہ آدمی مر گیا۔لیکن دوسروں نے عبادؓ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کے لوگ ان کے پہلو اور پیٹ میں تلواریں مار رہے تھے، حتیٰ کہ وہ شہید ہوگئے۔میری آنکھ میں یہ دلدوز منظر بھی اترا کہ 20 آدمی عبادؓ کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے اور وہ خود بھی لاشوں میں پڑے تھے۔

حضرت ضرار بن ازورؓ نے بھی یمامہ کی لڑائی میں نمایاں کارنامے انجام دیے اور بڑی بہادری دکھائی۔ انصار کے وہ سردار ثابت بن قیسؓ ہاں وہی جن کی بہادری کے قصے عرب وعجم میں مشہور تھے۔چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب وہ اکیلے ہزاروں کے لشکر میں گھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک اُن کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ بچی جہاں شمشیر و سناں کا زخم نہ لگا ہو۔حضرت سالمؓ اور زید بن الخطابؓ اور دیگر چوٹی کے کمانڈر اور کئی دیگر مجاہدین جام شہادت نوش کر چکے تھے۔میدان کارزار میں پہلوان اب بھی قسمت آزمائی کر رہے تھے کہ اتنے میں میدان میں حضرت براء بن مالکؓ آئے جو حضور نبی کریم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالکؓ کے حقیقی بھائی تھے، ان کی ایک عجیب عادت تھی کہ جب جنگ کا میدان گرم ہو جاتا تو یہ تھوڑی دیر بیٹھ کر کانپنے لگ جاتے تھے، پھر ان پر دو آدمی خوب زور سے بیٹھ جاتے۔ پھر یہ مٹی جھاڑ کر نیچے سے اٹھ جاتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہو جاتے۔ پھر ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ جب انھوں نے یہ عمل کیا تو باآوازِ بلند کہا: **این یا معشر المسلمین؟** اے مسلمانو! تم کہاں ہو؟ میں براء بن مالک ہوں، میری طرف آؤ، میری طرف آؤ۔ چنانچہ اس آواز سے ایک جماعت لپک کر ان کے اردگرد جمع ہوگئی اور پھر سب نے کفار پر

حملہ کر دیا۔ حضرت براء بن مالکؓ ایک دم مسیلمیوں کی صفوں میں گھس گئے، بہتوں کو قتل کیا اور اکثریت کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس جنگ میں بڑی بہادری دکھائی اور بڑی مشقتیں اٹھائیں، بہت سے شہید ہو گئے اور بہت سے زخمی تھے۔ بالآخر کئی معرکوں کے بعد مسیلمہ کذاب کا لشکر پسپا ہوا اور دم دبا کر اس کے قلعے میں قلعہ بند ہو گیا۔ مسیلمہ کے بڑے بڑے جرنیل مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ سرکش خبیث نہار الرجال بھی مرا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ مسیلمہ کا دست راست اور اس کے بعد سب سے بڑی شخصیت سردار محکم بن طفیل بھی مارا گیا تھا۔ اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے تیر چلا کر جہنم واصل کیا۔

بہر حال اب میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا اور مرتدین قلعہ میں مسیلمہ کذاب کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے جبکہ مجاہدین قلعہ میں محصور مرتدین پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ مسیلمہ کذاب تو پہلے سے قلعہ بند تھا، اب دوسرے لوگ بھی قلعہ بند ہو گئے پھر جی کڑا کر کے قلعہ سے باہر آ کر مقابلہ کرنے لگے۔ اب قلعہ کی دیواروں کے باہر شدید لڑائی شروع ہو گئی اور مسیلمہ کے سیکڑوں لوگ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ لیکن پھر بھی وہ لوگ مقابلہ سے پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہے تھے کیونکہ ان کا سرغنہ مسیلمہ کذاب اب تک موجود تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بار بار حملے کیے۔ کبھی وہ لوگ پسپائی اختیار کر لیتے اور کبھی مسلمان پیچھے ہٹ جاتے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت خالدؓ نے اپنی جنگی حکمت عملی سے کام لیا اور دونوں افواج کے درمیان کھڑے ہو کر بآواز بلند مسیلمہ کذاب کو للکارا اور فرمایا: ''میں غیرت مند جنگجو ہوں، میں اللہ کی تلوار ہوں، میں خالد بن ولید ہوں، آؤ مسیلمہ کذاب، میرے مقابلے پر آؤ۔'' حضرت خالدؓ کا خیال تھا کہ اگر مسیلمہ مارا جائے تو یہ لوگ بھاگ جائیں گے اور معرکہ مختصر ہو جائے گا ورنہ یہ لوگ آخری دم تک مسیلمہ کے لیے لڑیں گے، جس میں مسلمانوں کے لیے مشکلات تھیں لیکن مسیلمہ تو فی الواقع کذاب تھا، وہ سیف اللہؓ کے مقابلے پر کہاں آ سکتا تھا؟ اس نے صاف انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب اپنے فوجیوں سمیت قلعہ میں محصور ہو گیا تھا۔ مسلمان قلعے کے باہر اس تاک میں تھے کہ موقع ملے تو منکرین ختم نبوت کو جہنم واصل کر دیں۔

سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا شمار جید صحابہ، تاریخ کے بہترین سپہ سالار اور عالمی فاتحین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے تقریباً 125 جنگوں میں حصہ لیا اور کسی میں بھی شکست نہیں کھائی۔ وہ پیدائشی جنگجو جرنیل تھے۔ جنگی اور حربی حکمت علمی ان کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کو خطاب عطا فرمایا۔ یہ صرف ایک خطاب ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ دنیا و مافیہا کی تمام روحانی اور باطنی قوتیں بھی اس سپہ سالار کو عطا کر دی گئی تھیں۔ یاد رہے کہ حضرت خالدؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ موئے مبارک اپنی ٹوپی میں سی لیے تھے اور اپنے آہنی خود کے نیچے وہی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ یہ ٹوپی نہیں بلکہ میری طاقت کا سر چشمہ ہے۔ منکرین ختم نبوت کے خلاف اس معرکہ میں موت سے بے خوف ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ دشمنوں کی صفیں چیرتے ہوئے آگے نکل گئے اور مرتدین کے خلاف مسلمانوں کا جنگی نعرہ ''یا محمداہ'' بلند کیا اور جو بھی مقابلہ کے لیے آگے بڑھتا، اس کو تہہ تیغ کر دیتے۔ اسی دوران حضرت خالدؓ نے تمام افواجِ اسلامیہ کو ایک ساتھ حملے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ مجاہدین نے چاروں طرف سے قلعہ کے اردگرد لوگوں پر حملہ کر دیا۔ تلواریں چمکنے لگیں۔ نیزوں نے سانپوں کی طرح حرکت کر کے آگ کی چنگاریاں چھوڑنا شروع کیں۔ ہر طرف سے تیر چلنے لگے۔ مسلمانوں نے مرتدین کا قافیہ تنگ کر دیا۔ بالآخر کچھ مرتدین مارے گئے اور کچھ نے بھاگ کر حدیقۃ الموت یعنی موت کے باغیچے میں پناہ لی۔ یہ قلعہ کے اندر مسیلمہ کذاب کا ایک وسیع باغ تھا جس کا اصل نام اباض تھا۔

اتنے میں حضرت براء بن مالکؓ تجویز دیتے ہیں کہ مجھے ڈھال پر بٹھا کر نیزوں کے ساتھ اچھال دو کیونکہ قلعے کی دیواریں اونچی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس تجویز کو مانتے ہوئے ایسا ہی کیا اور حضرت براء بن مالکؓ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ آگے تلواریں، نیزے، خنجر ان کے استقبال کے لیے تیار تھے۔ لیکن حضرت براء بن مالکؓ لڑتے لڑتے کئی مرتدین کو جہنم واصل کر کے قلعے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ (یہ اسلام کا پہلا فدائی حملہ تھا)۔ جنگ کے اختتام پر جب حضرت براء بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ اے براءؓ! کیا آپ کو پتا نہیں تھا کہ قلعہ کے اندر یہ لوگ اپنے اپنے

خطرناک ہتھیاروں کے ساتھ موجود ہیں؟ تو اس پر حضرت براء بن مالکؓ نے جواب دیا (جو عاشقان رسول ﷺ کے لیے ایک تحفے سے کم نہیں)، فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ (مفہوم ہے) اے براء! تم مشرکین کے ہاتھوں شہادت پاؤ گے۔مگر یہ مسیلمی تو مرتدین تھے،اس لیے مجھے یقین تھا کہ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔(یاد رہے کہ حضرت براء بن مالکؓ رومیوں کے خلاف جنگ میں شہید ہوئے تھے۔)

اس معرکہ میں معروف جید صحابی رسول حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہؓ نے شجاعت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔اس سے پہلے انہوں نے کئی جنگوں بالخصوص غزوہ بدر اور غزوہ احد میں بے مثال خدمات سرانجام دیں۔حضرت ابودجانہؓ غزوہ احد میں حضور نبی کریم ﷺ کے لیے مستقل مجسم ڈھال بنے رہے۔انہوں نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر موت کی بیعت کی تھی۔آپ ﷺ نے اُس روز آپؓ کو ایک تلوار دی تھی جس کا حق آپؓ نے ادا کردیا تھا۔آپؓ بڑے زبردست شمشیر زن تھے۔یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی فوج ایک باغ میں قلعہ بند تھی جس سے مقابلہ میں مسلمانوں کو مشکل پیش آرہی تھی۔ شیر دل حضرت ابودجانہؓ نے بھی اس قلعے کا دروازہ کھولنے کی کوشش میں باغ میں چھلانگ لگادی جس سے ان کے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی،مگر اس حالت میں بھی اکیلے دشمنوں سے نہایت جوانمردی کے ساتھ لڑتے رہے، یہاں تک کہ جام شہادت نوش کرلیا۔

منکرین ختم نبوت کے خلاف اس مقدس جنگ میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔حضرت خالدؓ جس طرف رُخ کرتے، کشتوں کے پشتے لگادیتے۔اسی دوران حضرت خالدؓ کو دیکھتے ہی مسیلمہ کا ایک مشہور پہلوان اُن پر جھپٹا مگر حضرت خالدؓ نے اپنی خداداد چستی و چالاکی سے فوراً اس کو زمین پر دے پٹخا اور گھوڑے سے اتر کر اس کی چھاتی پر بیٹھ گئے۔مخالف نے اپنے تیز حربے سے جو اس کے پاس تھا، حضرت خالدؓ کو سات کاری زخم لگائے۔حضرت خالدؓ نے اس پہلوان کو بالآخر واصلِ جہنم کردیا۔دشمنوں نے ہر طرف سے محاصرہ کرلیا لیکن کیا مجال کہ خوف و ہراس حضرت خالدؓ کے پاس بھی پھٹکا ہو۔وہ جرأت، ہمت اور استقلال کے ساتھ تن تنہا ہزاروں کفار کے درمیان ایک بہادر شیر کی طرح مقابلہ کرتے رہے۔

مسلمانوں کے سخت محاصرے اور جانبازی کو دیکھ کر کفار گھبرا گئے اور مسیلمہ سے پوچھنے لگے کہ مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر فوج نے جو ہمارے ہزاروں کی تعداد کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت ہے، ہماری فوجوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہزاروں اب تک تلوار کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور سیکڑوں اتر رہے ہیں، بیشمار زخمی زمین پر پڑے کراہ رہے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان اس باغ کو بھی بزور بازو ہم سے چھین لیں، تمہارا وعدہ نصرتِ ملائک اب کہاں ہے؟ خدا کی مدد کب آئے گی؟ یہاں تو ہماری جان پر آ بنی ہے، کیا امداد الٰہی اس وقت آئے گی جبکہ ہماری جانیں لقمۂ اجل ہو چکی ہوں گی؟ لیکن مسیلمہ کذاب ان کے یاس انگیز سوالات کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا جس سے لوگ مزید مایوس ہو گئے اور حوصلہ ہار بیٹھے۔ اب کفار نے باغ میں پناہ نہ دیکھ کر قلعے کا رخ کیا اور باغ سے نکلنے لگے۔ مسیلمہ بھی لباس تبدیل کر کے قلعے سے فرار ہونے لگا لیکن ایک انصاری مسلمان نے دُور سے پہچان کر حضرت وحشی بن حربؓ کو جو مشہور حربہ باز تھے اور دروازے پر کھڑے تھے، آگاہ کیا۔ حضرت وحشی بن حربؓ کی نگاہ جب مسیلمہ کذاب پر پڑتی ہے تو آپ، حضرت اُمّ عمارہؓ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ تینوں مسیلمہ کذاب کی طرف بڑھتے ہیں اور بیک وقت حملہ کرتے ہیں۔ حضرت وحشیؓ کا نیزہ مسیلمہ کے پیٹ پر لگتا ہوا پار ہو جاتا ہے۔ حضرت اُم عمارہؓ کی تلوار مسیلمہ کذاب کے سر پر اور حضرت عبداللہؓ کا وار اُس کے کندھے پر پڑتا ہے اور مسیلمہ کذاب جہنم واصل ہو جاتا ہے۔

حضرت ام عمارہؓ کی حالت یہ تھی کہ آپ کا تنومند و طاقتور جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ آپؓ اس طرح کھڑی تھیں گویا اپنے شہید بیٹے حضرت حبیبؓ کے روئے مبارک کو صاف طور پر دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ آپؓ نے اپنے لختِ جگر کو یوں محسوس کیا کہ اس نے زمان و مکان کو اپنی عظمت سے بھر دیا ہے! ہاں...... بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حضرت نسیبہ فتح و نصرت کی خوشی سے مسکراتے اور لہراتے جس بھی پرچم کی طرف نگاہ اٹھاتیں، اس کے اوپر اپنے بیٹے حضرت حبیبؓ کا چہرہ ہنستا اور مسکراتا دیکھتیں...... اللہ اکبر

لکھتا ہوں خونِ دل سے یہ الفاظ احمریں ...... بعد از رسول ہاشمی ﷺ کوئی نبی نہیں

مورخ لکھتا ہے کہ حضرت وحشیؓ کے وار سے مسیلمہ جہنم واصل ہوا۔ اب حضرت

وحشی بن حربؓ مسیلمہ کذاب کے خون میں ہاتھ مارتے ہیں اور اپنے جسم پر ملتے ہوئے دیوانہ وار جھومتے ہیں اور کہتے ہیں: لوگو! ایک وقت تھا کہ میں نے خیرالناس سیدنا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور آج میں نے شرالناس ملعون مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کیا ہے۔

اس جنگ میں حضرت نسیبہ بنت کعب المازنیہ الانصاریہ المعروف ام عمارہؓ کا کردار نہایت قابل فخر رہا۔ انہوں نے تحفظ ختم نبوت کی اس جنگ میں بذات خود حصہ لیا اور قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک مسیلمہ کذاب قتل نہیں ہو جاتا، ہتھیار نہیں رکھوں گی۔ اللہ کے فضل سے آپؓ کی قسم پوری ہوئی، مسیلمہ جہنم واصل ہوا اور آپؓ مدینہ واپس ہوئیں۔ آپ کے جسم پر تلوار اور نیزوں کے بارہ زخم تھے۔ یہ سب کے سب اس مجاہد صحابیہ کے لیے تمغائے شرف تھے جس نے دنیا بھر کی مسلمان خواتین کے لیے تحفظ ختم نبوت سے متعلق بہترین مثال پیش کی۔ انہوں نے اس کی خاطر ایسی مشکلات اور صعوبتیں برداشت کیں جو عام طور پر عورت ذات کے بس کی بات نہیں۔ اس جنگ میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہاتھ کلائی سے کٹ گیا۔ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کٹ جانے والے اس ہاتھ کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ام عمارہؓ کو یہ انعام دیا کہ جب بھی مدینہ طیبہ میں کوئی بیمار ہوتا تو حضرت ام عمارہؓ اپنا کٹا ہوا ہاتھ بیمار خواتین اور بچوں پر پھیرتیں تو وہ صحت یاب ہو جاتے۔

حضرت اُمِ عمارہؓ، حضور سرورِ کونین ﷺ سے غایت درجہ کی عقیدت و محبت رکھتی تھیں۔ حضور ﷺ بھی اُن بڑی شفقت فرماتے تھے۔ جنگ اُحد میں ام عمارہؓ اپنے شوہر حضرت زید بن عاصمؓ اور اپنے دو بیٹوں عمارؓ اور عبداللہؓ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئیں۔ جب کفار نبی کریم ﷺ پر حملہ آور ہوئے تو یہ حضور نبی مکرم ﷺ کے قریب آ کر حملہ روکنے والے صحابہؓ میں شامل ہو گئیں۔ ابن قمیہ ملعون نے آپ ﷺ پر تلوار کا وار کرنا چاہا تو انھوں نے اس کو اپنے کندھوں پر روکا جس سے بہت گہرا زخم آیا۔ ام عمارہؓ نے پلٹ کر ابن قمیہ ملعون پر بھرپور وار کیا۔ قریب تھا کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر اس نے دو زرہ پہن رکھی تھیں لہٰذا بچ نکلا۔ ام عمارہؓ کے سر اور جسم پر بارہ زخم لگے۔ ان کے بیٹے عبداللہؓ کو ایک ایسا زخم لگا کہ خون بند نہیں ہوتا تھا۔ ام عمارہؓ نے اپنا کپڑا اپھاڑ کر زخم کو باندھا اور کہا بیٹا اٹھو اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی حفاظت کرو۔ اتنے میں وہ کافر جس نے ان کو زخم لگایا تھا پھر قریب آیا۔ نبی

الملاحم ﷺ نے فرمایا، ام عمارہؓ! تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی کافر ہے۔ ام عمارہؓ نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ گر پڑا۔ پھر وہ چل نہ سکا اور سر کے بل گھسٹتے ہوئے بھاگا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو مسکرا کر فرمایا، ام عمارہؓ! تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر جس نے تمھیں جہاد کرنے کی ہمت بخشی۔ ام عمارہؓ نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے دل کی خواہش ظاہر کی کہ اے اللہ کے پیارے نبی ﷺ! آپ دعا فرمائیں کہ ہم لوگوں کو جنت میں آپ ﷺ کی خدمت گزاری کا موقع مل جائے۔ نبی ﷺ نے اس وقت ان کے لیے، ان کے شوہر کے لیے اور دونوں بیٹوں کے لیے دعا کی کہ **اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنۃ** (اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے) ام عمارہؓ زندگی بھر یہ بات علی الاعلان کرتی تھیں کہ نبی ﷺ کی اس دعا کے بعد میرے لیے دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے، احد کے دن میں دائیں بائیں جدھر نظر ڈالتا تھا، ام عمارہؓ ہی لڑتی نظر آتی تھیں۔

جب مسیلمہ کذاب قتل ہوا تو اس کے محل کے بالائی حصے سے ایک لڑکی نے چیخ و پکار کرتے ہوئے کہا: **وا امیر المئومنین قتلہ العبد الاسود۔** ہائے افسوس! امیر المومنین مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا۔ اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ مسیلمہ کے لوگ جان بچانے کی غرض سے بھاگنے لگے۔ اب مرتدین بھاگ رہے تھے اور مسلمان اُن کا تعاقب کر کے ان کو قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ پورا علاقہ اور قلعہ صاف ہو گیا۔ قریب تھا کہ یمامہ میں ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا لیکن وہاں کے بڑے قبائل کے سرداروں نے امن کی درخواست کی اور اس طرح ایک بڑے کافر کا بڑا فتنہ جہادِ مقدس کے ذریعہ سے ختم ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں!!!

مسیلمہ کذاب واقعی کذاب ثابت ہوا۔ اب اس کی نبوت تھی نہ خلافت، امارت تھی نہ سیادت بلکہ ذلت کے ساتھ زمین پر گرا پڑا تھا۔ معرکہ یمامہ میں اس کے کل 28 ہزار آدمی جہنم واصل ہوئے۔ گویا نصف سے زائد فوج ہلاک ہو گئی تھی اور وہ خود بھی واصلِ جہنم ہو گیا تھا۔ اگرچہ دشمن کا نقصان بے حساب ہوا لیکن افسوس کہ لشکر اسلامیہ کو بھی بہت نقصان پہنچا اور اس سے پہلے کسی جنگ میں اس قدر نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اس جنگ میں

بارہ سو صحابہ کرامؓ جن میں انصار تین سو ساٹھ، تین سو مہاجرین جن میں بدری صحابہؓ کی تعداد 70 بتائی جاتی ہے اور پانچ سو چالیس دوسرے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان سب میں سات سو کے قریب حافظ قرآن تھے۔ چونکہ مجاہدین کے آگے آگے حفاظ کرام ہی قرآن پاک کی یہ آیات مبارکہ:

- وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ (آل عمران 169، 170)

پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیتے، فضیلت بیان کرتے اور شوقِ شہادت میں بیتاب کر کے خود دشمن کے مقابل سینہ سپر ہوتے تھے، اس لیے زیادہ تر حفاظ قرآن شریف ہی اس لڑائی میں کام آئے اور انہی کے حوصلے اور جرأت کے باعث یہ خطرناک فتنہ ختم ہوا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جید صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت عمر فاروقؓ کے مشورہ سے قرآن مجید کو جمع کرنے کا اہتمام فرمایا۔

حضرت خالدؓ نے چاہا کہ وہ اس شخص کو ایک نظر دیکھ لیں جس نے لوگوں کو اس قدر گمراہ کیا۔ چنانچہ آپ نے لاشوں میں مسیلمہ کذاب کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے لاشوں کو اُلٹ پلٹ کر کے نیچے سے مسیلمہ کی لاش لا کر حضرت خالدؓ کو دکھائی۔ آپؓ نے دیکھا کہ ایک ٹھگنا قد گھٹیا سا آدمی ہے، رنگ پیلا ہے اور چہرہ انتہائی بدصورت ہے تو حضرت خالدؓ نے فرمایا: اللہ تم کو ذلیل کرے، تم نے اپنی خود ساختہ نبوت کے ذریعے بے شمار لوگوں کا ایمان ضائع کیا۔

جنگ کے خاتمے پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبرؓ کو پیغام بھجواتے ہیں کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو خلیفۃ الرسولؐ کا جواب آتا ہے کہ سب سے پہلے جو مرتد مقتولین ہیں (جن کی تعداد تقریباً 28 ہزار تھی)، ان کی لاشوں کو آگ لگاؤ، ان کے پھل دار درخت کاٹ دو، ان کے نوجوان مرد و عورتوں کو قید کر لو۔ یاد رہے کہ اس قدر سخت حکم کسی اور جنگ میں نہیں ملتا۔

یہاں پر ایک نہایت ایمان افروز بات کا تذکرہ کرنا بے حد ضروری ہے کہ جب

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مسیلمہ کذاب کے جہنم واصل ہونے کی اطلاع ملی تو آپؓ خوشی و مسرت سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ اس معرکہ حق و باطل میں جس طرح خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزندِ گرامی حضرت عبدالرحمٰنؓ شریک ہوئے، اسی طرح خلیفہ ثانی امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ بھی شریک تھے۔ جب لشکر اسلام مظفر و منصور ہو کر مدینہ منورہ واپس آیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم سے ملاقات کی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے ان سے فرمایا ''یہ کیا بات ہے کہ تمہارا چچا (حضرت زید بن خطابؓ) تو شہید ہوں اور تم زندہ رہو؟ تم زیدؓ سے پہلے کیوں نہ شہید ہوئے؟ کیا تمہیں شہادت کا شوق نہ تھا؟'' حضرت عبداللہؓ نے عرض کی، ''اے والد محترم! چچا جان اور میں دونوں نے حق تعالیٰ سے شہادت کی درخواست کی تھی۔ ان کی دعا مستجاب ہوئی لیکن میں اس سعادت سے محروم رہا۔ حالانکہ چچا جان کی طرح، میں نے بھی حصولِ شہادت کے لیے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا۔''

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی کتنی بڑی جماعت، جھوٹے مدعی نبوت سے مقابلہ کے لیے میدان میں آئی۔ صحابہ کرامؓ نے نہ وقت کی نزاکت کا خیال کیا، نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا اور نہ اس جماعت کے نماز، روزہ، حج، تلاوت یا دیگر احکام اسلامی کے ادا کرنے سے دھوکا کھایا۔ انھوں نے محض اس بات پر جہاد کیا کہ حضور خاتم النبیّین ﷺ کے بعد نبوت کا ہر مدعی کذاب ہے اور اس کی سرکوبی ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کا دعویٰ نبوت خواہ کسی بھی تاویل سے ہو، اس کی کتنی ہی بڑی جماعت کیوں نہ ہو، اس کے پیروکار ظاہری شکل و صورت سے کتنے ہی ''اسلامی'' کیوں نہ ہوں، خواہ وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہوں، تمام اسلامی شعائر کی پابندی کرتے ہوں، ان سب کو غیر مسلم قرار دیا جانا، قرآن و سنت اور اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سبب عین درست اور نہایت ضروری ہے۔

اہل علم کا کہنا ہے کہ فتنوں سے گھبرانا نہیں چاہیے، بلکہ انھیں سمجھنا، ان کے رد کے لیے منصوبہ بندی کرنا پھر ان کے سدباب کی خاطر حکمت سے جدوجہد کرنا اور ان کو

کیفر کردار پہنچانے تک ان کا مقابلہ کرنا اہل علم کا فریضہ ہے، "**فتن فی الدین**" والوں (منکرین ختم نبوت) کی اگر سزا کڑی ہے تو ان کا رد کرنے والوں اور مقابلہ کرنے والوں اور دین کا دفاع کرنے والوں کا اجر بھی صحابہ کرامؓ کے اعمال کے برابر ہے۔ تفصیل کے لیے اس حدیث میں غور فرمالیں: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❑ **حدثنی میں سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان سیکون فی اخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر او لھم یا مرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یقاتلون اھل الفتن.** (دلائل النبوۃ جلد 6 صفحہ 513)

ترجمہ: یہ حدیث مجھے اس شخص نے سنائی جس نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت کے آخری دور میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں ان کے اعمال کا ثواب پہلے دور کے لوگوں کی شرح کے مطابق ملے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوں گے اور اہل فتن سے معرکہ آرائی کرتے ہوں گے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"یعنی وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اسلام مخالف فتنوں سے جہاد کرتے ہیں"۔

مذکورہ حدیث مبارکہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مسیلمہ کذاب سے مسیلمہ پنجاب (مرزا قادیانی) تک ہر جھوٹے نبی اور اس کے پیروکاروں سے مصروف جہاد رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جہاد کا مفہوم عام ہے۔ باطل کا مقابلہ خواہ زبان سے کیا جائے خواہ قلم یا تلوار سے، یہ سب اقسام جہاد کے مفہوم میں داخل ہیں۔

یقیناً کارکنان تحفظ ختم نبوت کا شمار انہی مذکورہ خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ سب سے زیادہ محبت اپنے باڈی گارڈ سے کرتا ہے، کیونکہ وہ اپنی جان سے بڑھ کر اس کی زندگی کی حفاظت کے لیے کوشش کرتا ہے اور بادشاہ کا جو قرب ایک باڈی گارڈ کو حاصل ہوتا ہے، وہ شاید کسی اور کو نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر وقت بادشاہ کی نگاہوں کے سامنے رہتا ہے، اس طرح جو لوگ تحفظِ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں، دراصل وہ حضور نبی کریم ﷺ کے باڈی گارڈز ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: "جو شخص اللہ

تعالیٰ کے کاموں میں پڑ گیا، اللہ اس کے کاموں میں پڑ گیا‘‘۔ یعنی جو شخص تسلسل سے نیکی کا کام کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ہر دنیاوی مشکل سے محفوظ رکھیں گے اور ظاہر ہے تحفظ ختم نبوت کا کام سب سے بڑی نیکی اور عبادت ہے۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام سمجھ کر مصر کے بازار میں فروخت کیا جا رہا تھا تو ان کے خریداروں میں ایسے ایسے امیر و کبیر لوگ بھی شامل تھے جن کے خزانوں کی چابیاں اونٹوں پر لادی ہوئی تھیں۔ ان خریداروں میں ایک کمزور اور غریب بڑھیا بھی شامل تھی جس کے پاس صرف سوت کی ایک معمولی اٹی تھی جس کی قیمت ایک آدھ درہم سے زائد نہ تھی۔ کسی نے بڑھیا سے پوچھا۔ بی بی! تم اس معمولی سی چیز سے حضرت یوسف علیہ السلام کو آخر کیسے خریدو گی؟ غریب بڑھیا نے بڑا ایمان افروز جواب دیا، بیٹا: درست ہے کہ میں بڑے بڑے امیر لوگوں کی موجودگی میں شاید حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ خرید سکوں لیکن میں صرف حضرت یوسف کے خریداروں کی فہرست میں اپنا نام درج کروانے آئی ہوں تا کہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوسکوں۔

ہم اعتراف کرتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے معاملہ میں ہم مجاہد اوّل تحفظِ ختم نبوت سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ، جنگ یمامہ کے شہدا اور غازیوں کی جوتیوں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے، ہم تحریک ختم نبوت 1953ء کے شہدا اور غازیوں کی قربانیوں کے بھی پاسنگ نہیں۔ ہم تو صرف بارگاہِ خداوندی میں (اس بڑھیا کی طرح) تحفظِ ختم نبوت کا کام کرنے والوں کی فہرست میں اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں تا کہ قیامت کے دن منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد کرنے والوں میں ہمارا شمار ہو جائے اور ہم شفاعت محمدی ﷺ کے حق دار بن جائیں۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس کتابچہ کی اشاعت کے سلسلہ میں جناب مدثر حسین چوہدری (چیف ایگزیکٹو شازین ایگری اینڈ پولٹری فارمنگ پاکستان) نے مالی تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

کارکنانِ تحفظِ ختم نبوّت کے لیے ایک گرانقدر تحفہ

تحفظِ ختمِ نبوّت اہمیت اور فضیلت

دینی غیرت وحمیّت پر مبنی ایک فکر انگیز دستاویز

ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب

محمد متین خالد

- جو جنگ یمامہ سے لے کر آج تک (14 صدیوں پر مشتمل) دینی غیرت وحمیّت اور ایمانی جرأت و بسالت سے لبریز ولولہ انگیز حقائق و واقعات سے مزین ہے۔
- جو ''ختم نبوّت زندہ باد'' کا ورد کرنے والے کفن بردوش مجاہدوں کی زندہ و جاوید روداد اور چشم کشا مشاہدات و تجربات پر مبنی ہے۔
- جس میں ''شہیدانِ ناموسِ رسالت ﷺ'' کے ماہتابی اور آفتابی کرداروں کا روشن تذکرہ ہے۔
- جو قلم کی سیاہی سے نہیں، دلی سوز و گداز اور خونِ جگر سے لکھی گئی ہے۔
- جس کے مطالعہ سے خون رگوں میں جوش مارتا اور قاری تاریخ کے جھروکوں سے ہر واقعہ اپنی پرُنم آنکھوں سے براہ راست دیکھتا ہے۔
- جس کا ہر لفظ پاکیزہ، ایمان پرور، پرسوز اور باطل شکن ہے۔
- جس کے مطالعہ سے ہر مسلمان کے روح وقلب میں محبتِ رسول ﷺ کے خوابیدہ جذبات واحساسات اجاگر ہو جاتے ہیں۔
- جس میں ''غدّاران ختم نبوت'' کا عبرتناک انجام، ہر قادیانی نواز کے لیے عبرت ونصیحت کا سبق لیے ہوئے ہے۔
- جو قادیانی اور قادیانی نوازوں کی آنکھوں کا آشوب اور ان کے حلق میں چبھتا کانٹا ہے۔
- جس کا مطالعہ کارکنان ختم نبوت کے ایمان وایقان کو ایک نئی زندگی بخشتا ہے اور وہ ایک نئے ولولے اور تازہ جذبے کے ساتھ اس محاذ پر برسرِ پیکار رہتے ہیں۔

آنکھوں کے راستے دل میں اتر جانے والی یہ کتاب ہر مسلمان کے لیے ایک گرانقدر تحفہ ہے......
اسے پڑھئے......سمجھئے......اور اس کی روشنی کو پھیلایئے......شفاعتِ محمدی ﷺ آپ کی منتظر ہے!

کارکنانِ تحفظ ختم نبوّت کے لیے خصوصی رعایت | ہر اچھے بک سٹال پر دستیاب ہے

تصویرِ وفا

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد اب قیامت تک کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں اخلاقیات سے عاری ایک شخص مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ جبلتاً یہ مکار اور عیار شخص پرلے درجے کا فتنہ پرور تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر وحی والہام کا مدعی ہونے کے ساتھ ساتھ فرشتوں سے ہم کلام ہونے کا بھی دعویٰ کرتا تھا۔ اسلام کے خلاف خبث باطن رکھنے والے کئی بااثر قبائل نے اُس کی پشت پناہی کرتے ہوئے اُس کا ساتھ دیا مگر خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے نامساعد حالات کے باوجود اِس فتنے کی فوری بیخ کنی کرنے کا مصمم ارادہ فرمایا۔ آپ ؓ کو لوگوں نے فتنہ منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد کے بجائے افہام و تفہیم، مصلحت اندیشی، برداشت اور رواداری کا مشورہ دیا لیکن انہوں نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ وہ اسلام کے کسی بنیادی عقیدہ پر مفاہمت یا مصلحت سے کام نہیں لیں گے۔ اِس جنگ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی کمال حربی وضربی حکمت عملی سے مسیلمہ کذاب کی فوج کے تقریباً 28000 مرتدین مارے گئے۔ خود مسیلمہ کذاب جنگ سے فرار ہوتے وقت حضرت وحشی بن حرب ؓ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ یوں یہ فتنہ روئے زمین سے فرو ہوا لیکن منکرین ختم نبوت کا فتنہ نت نئے روپ بدل کر ہر دور میں موجود رہا۔ اس فتنے کے سر اُٹھانے کا یہ سلسلہ ابھی موقوف نہیں ہوا۔ ایسے فتنے آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں؟ ذرا غور کرنے پر آپ بھی انہیں پہچان سکتے ہیں اور اپنے قیمتی ایمان کی حفاظت کے لیے انہیں پہچاننا از حد ضروری ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر کئی اہم کتابوں کے مصنف برادرِ عزیز محمد متین خالد کا نیا کتابچہ 'رزم حق وباطل' میرے ہاتھوں میں ہے جو انہوں نے جنگ یمامہ ایسے اہم ترین موضوع پر لکھا ہے۔ یہ کتابچہ ایک آئینہ ہے جس میں جدید منکرین ختم نبوت، اپنا اور قدیم منکرین ختم نبوت کا مکروہ چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس کتابچہ میں واقعات کا تسلسل اِس روانی، سلیقے اور مہارت سے بیان کیا گیا ہے کہ کتابچہ پڑھتے ہوئے قاری روحانی اور وجدانی طور پر محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ یہ معرکہ خود اپنی آنکھوں کے سامنے برپا ہوتے دیکھ رہا ہے۔ وفورِ جذبات سے اس کی رگوں میں خون جوش مارتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ مکاشفاتی اور تصوراتی سطح پر اس مقدس جنگ میں شریک بھی ہو جائے۔ اللہ رب العزت کی خاص رحمت وعنایت سے کیا بعید کہ وہ اس کاوش کو لکھنے اور پڑھنے والوں کی بخشش اور مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔

(فقیر) اللہ وسایا

خادم ختم نبوت، ملتان